### خطیب الاسلام

### ابوالکلام، مجاہد اول تحریک ختم نبوت

# حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ الاحسن

## ولادت باسعادت:

حضرت خطیب الاسلام کی ولادت ۱۹۱۱ء کو آلومہار شریف میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد حسین شاہ قدس سرہ کے دو فرزند یکے بعد دیگرے بچپن میں ہی وصال کر گئے لہٰذا حضرت خطیب الاسلام بچپن ہی میں خصوصی شفقت ومحبت اور توجہات وفیوضات کے مستحق ٹھہرے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ المعروف حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی آغوش ولایت ومعرفت میں ابتدائی دو سال گزرے۔ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اور معاملہ فہم تھے۔ انوار ولایت چہرہ سے ہوایدہ تھے۔

## تعلیم وتربیت:

آپ نے اپنے والد گرامی کے سایہ شفقت میں تربیت حاصل کی۔ آپ کے گھر کا ماحول عارفانہ تھا۔ آپ کے ضمیر میں شرافت ولطافت اور خمیر میں لطافت وطہارت تھی۔ حضرت خطیب الاسلام نے ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی۔ علوم دینیہ وعربیہ آستانہ عالیہ کے جید اور بزرگ مدرسین مولانا عبدالمجید سنبھلی اور مولانا لطف اللہ کیرت پوری رحمتہما اللہ علیہ سے مدرسہ امینیہ آلومہا شرف میں حاصل کی۔ یہ علماء کرام آلومہار شریف میں حضرت ثانی قدس سرہ کی خدمت میں ہی رہا کرتے تھے اُنہوں نے اپنی تمام تر علمی توجہ حضرت خطیب الاسلام کی دینی تعلیم پر صرف فرمائی۔

دنیاوی تعلیم سنٹر ماڈل ہائی سکول لاہور اور اسلامیہ کالج لاہور سے حاصل کی جبکہ بی اے کا امتحان مرے کالج سیالکوٹ سے امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ کالج کی تعلیم کے دوران ہی اپنی خداداد ذہانت وفطانت، ولولہ انگیز خطابت اور نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کے باعث کالج کے قابل فخر طالب علم کی حیثیت سے اپنا وجود منوا چکے تھے، کالج کے تقریری مقابلوں میں ہمیشہ اول رہے جب کبھی حضرت قطب الکونین قدس سرہ سیالکوٹ تشریف لے جاتے تو کالج کے پرنسپل و پروفیسر صاحبان سے آپ خطیب الاسلام کی ذہانت اور اعلیٰ تقریری صلاحیتوں کا یوں اظہار کرتے:

''ان کی تقریر تو سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے''

## ناموس رسالت کی پاسداری اور تبلیغ اسلام:

حضرت خطیب الاسلام کے جذبہ عشق رسول ﷺ عظیم الشان مظاہرہ تو کالج میں دوران تعلیم ہو چکا تھا ان دنوں متعصب ہندو دھرم پال اسلام دشمن سازشوں اور ناپاک تحریکوں کے خلاف مسلمانوں کا ردعمل دیدنی تھا آپ نے فوراً کالج میں احتجاجی جلسہ کا انتظام کیا اور اس میں ناموس رسالت کی پاسداری اور تبلیغ اسلام کے عنوان سے ایسی ولولہ انگیز اور پوجوش تبلیغ فرمائی کہ اس کی چاروں طرف دھوم مچ گئی دنیا کے کسی کالج نے ایسے عظیم المرتبت مقرر کو کم ہی دیکھا ہوگا آپ نے اہل سیالکوٹ کے دل جیت لیے۔ آپ کو ہر طرف سے تقاریر کی دعوتیں موصول ہونے لگیں۔

اسی دوران انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ کی سہ روزہ کانفرس کے انعقاد کا وقت بھی آ پہنچا اس انجمن کا بنیادی مقصد عظمت اسلام احیا..... باطل قوتوں کا استیصال.... اور قادیانیت کے خلاف جہاد تھا۔ آپ نے اس کانفرس میں ایسی ایمان افرور تقریر کی جسے سن کر کانفرس میں شریک ملک کے نامور علماء و مشائخ عش عش کر اٹھے۔ ان اجتماعات میں آپ کے والد محترم قطب الکونین بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور اپنے ہونہار بیٹے کی تقاریر کو سن کر بے پناہ فخر و انبساط کا اظہار فرماتے اور خدا سے دعا کرتے کہ اس فرزندار جمند کو مزید دینی اور دنیاوی سرخروی عطا ہو۔ مشہور ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض جو کہ آپ سے ایک کلاس سینئر تھے ان کا کہنا تھا کہا آپ کالج کے زمانہ میں ہی نہایت عمدہ اور فصیح و بلیغ شعر کہتے اور نہایت قادر الکلام شاعر تھے۔

## ازدواجی زندگی کا آغاز:

حضرت خطیب الاسلام کی ازدواجی زندگی کا آغاز ۱۹۳۲ء میں ہوا۔ جلال پور شریف میں حضرت پیر سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی۔ حضرت قطب الکونین قدس سرہ کے صاحبزادہ کو رشتہ دے کر اس خاندان کو بڑی خوشی ہوئی۔

## سجادہ نشینی:

حضرت خطیب الاسلام کی شادی کو ایک سال اور کچھ ماہ گزرے تھے کہ آپ کے والد گرامی تحصیل شکر گڑھ میں بیمار ہوئے علاج کی غرض سے گوجرانوالہ تشریف لائے جب وقت رحلت قریب آیا تو خدام خاص سے فرمایا:

کہ اب وقت آخری ہے۔ عزیز فیض الحسن سے ملنے کو دل چاہتا ہے

ان کو فوراً بلاؤ چنانچہ حضرت خطیب الاسلام کو فوراً تار دے کر بلایا گیا جب اپنے والد گرامی کے پاس پہنچے تو وہ فرمانے لگے۔ آؤ بیٹا خدا حافظ! اب ہم اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں یہ کہا اور سینے سے لگایا۔ آباؤ اجداد کا فیض روحانی آپ کو منتقل فرمایا اور نصیحت فرمائی میرے بعد مہمانوں کا خیال رکھنا۔ یاران طریقت کی طرف دورے کرتے رہنا۔

حضرت خطیب الاسلام اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ کو سجادہ نشین مقرر ہوئے اسی روز شمس الہند حضرت خواجہ سید چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہ کا سالانہ عرس مبارک اور قطب الکونین قدس سرہ کا چہلم بھی تھا۔ حضرت خطیب الاسلام نے اپنیو الد مرحوم کے فراق میں نالہ دل تحریر فرمایا جو آپ نے اپنی رسم دستار بندی اور سجادہ نشینی کے موقع پر سب کو پڑھ کر سنایا۔

## علامہ اقبال اور خطیب الاسلام:

علامہ اقبال کا تعلق سیالکوٹ سے ہے اور آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ کا وہ روحانی مرکز ہے جسے بلاشبہ پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اولین قابل فخر خانقاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ علامہ اقبال کے والد صوفیاء سے بے پناہ محبت کرنے والے صاحب عقیدت انسان تھے، اولیاء وصوفیاء سے یہی محبت اقبال کو ورثہ میں ملی۔ اقبال جو کہ روحانی سکون اور اطمینان غرض کی خاطر برصغیر کی مختلف خانقاہوں کے دورے کرتے رہے یہی شوق علامہ اقبال کو آستانہ عالیہ آلومہار شریف کے تاجدار قطب الاقطاب حضرت سید محمد امین کی درگاہ تک لے آیا۔

علامہ اقبال نے فرمایا کہ بعض بزرگوں کی زیارت ومحبت نے میرے اندر روحانی انقلاب پیدا کر دیا ہے ان میں سے ایک قطب الاقطاب سید محمد امین شاہ آلومہار شریف والے ہیں۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے اپنی خدمت میں بٹھا لیا اور نگاہ مست سے میری طرف دیکھا اور پشت پر ہاتھ پھیرتے رہے اور فرمایا بیٹا!

**''تم بڑے خوش نصیب ہو اللہ تم سے ملت اسلامیہ کی خدمت کا کام لیں گے''**

روزانہ کثرت سے درود پڑھا کرو علامہ اقبال نے کہا یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم سے بوجھ اتر رہا ہے سینے میں میں ایک عجیب سی ہیجانی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اس کے بعد آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس دن کے بعد میرا معمول ہے کہ میں روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں اسی فیضان کا اثر ہے کہ میرے سینے سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہے اور میں بحمد تعالیٰ یقین کے اس درجے پر فائز ہوں کہ واقعی اہل اللہ کی نظر کیمیا اثر ہوتی ہے۔

حضرت خطیب الاسلام فرماتے ہیں کہ ابھی کالج کے زمانہ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ علامہ اقبال کی کتاب بال جبرئیل پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اس کے مطالعہ نے دل ودماغ پر گہرا اثر چھوڑا، خصوصاً خودی اور اس کی حقیقت کے متعلق ذوق تجسس پیدا ہوا اور علامہ اقبال کی دیگر کتب اسرار خودی اور رموز خودی کا عمیق مطالعہ کیا۔ آپ نے علامہ اقبال کے تصور مرد مومن، عشق رسالت مآب اور اس کے تقاضے، اقبال کا تصور شاہین، اقبال کا مرد قلندر اور آج کا مسلمان، اقبال کا فقر غیور اور اس کی ترجیحات، اقبال کی زندگی پر عشق رسول ﷺ کی اثر پذیری، اقبال صوفیانہ کرام کی چوکھٹ پر۔ غرضیکہ علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن کے حوالے سے کوئی پہلو ایسا نہ چھوڑا جس کا آپ نے مطالعہ نہ کیا ہو۔

علامہ اقبال کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ!

''اقبال کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو عشق رسول ﷺ کی لذتوں سے بہرہ یاب اور تصوف کے فیوض اٹھا چکا ہو۔اقبال ایک عظیم ترین شاعر اور نظریاتی رہنما ہی نہیں بلکہ بذات خود وہ بہت بڑا صوفی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی صاحب دل اقبال کے عرس کا اہتمام کرے اور میں اقبال کے موضوع پر تقریر کروں۔اقبال کی فکر اور شاعری نے میرے دل میں علم وعمل کے کتنے ہی چراغ روشن کر دیئے ہیں اور میں وہ روشنی وطن عزیز کی نوجوان نسل تک پہنچانا چاہتا ہوں''

## قادیانیت پر پہلی ضرب:

۱۹۳۰ میں تحریک کشمیر چلی ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔مرزا بشیر الدین محمود اس کمیٹی کا صدر بنا۔علامہ اقبال اس کمیٹی کے اہم اراکین میں سے تھے اس موقع پر سیالکوٹ میں مجلس احرار نے ایک بہت بڑے جلسہ کا اہتمام کیا خانوادے آلومہار شریف کا صاحبزادہ اور ممتاز خطیب ہونے کے ناطے حضرت خطیب الاسلام نے بھی اس میں شرکت فرمائی اور خطاب فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:

''ہم مسلماں اس کمیٹی میں حصہ نہیں لے سکتے جس کمیٹی کا صدر ایک کافر مرزا بشیر الدین محمود ہے''

جب حضرت خطیب الاسلام کو علامہ اقبال آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں اہم کردار کا علم ہوا تو آپ سیدھے لاہور حضرت علامہ اقبال کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مرزائی پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ اسلامیان ہند نے مرزا بشیر الدین نظیر کو اپنا لیڈر مان کر اس کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم کرلیا ہے (معاذ اللہ) آپ ابھی استعفیٰ دیں اور کمیٹی توڑنے کا اعلان کریں۔علامہ اقبال نے استعفیٰ لکھا اور کمیٹی توڑنے کا اعلان کیا۔اس دن علامہ اقبال کی قادیانیت کے خلاف کھلی لڑائی کا آغاز ہوا۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں قوت وشوکت کا پیام نہیں

یہ ہے مرزائیت پر حضرت صاحبزادہ فیض الحسن کی وہ کاری ضرب جس کے بعد مرزائیت سنبھل نہ سکی۔

## مجلس احرار میں شمولیت:

حضرت خطیب الاسلام نے ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار میں شمولیت اختیار کی اور مجلس احرار کی مرکزی عاملہ کے انتخاب ہوئے جس میں آپ بھی رکن منتخب ہوئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے حکومت برطانیہ سے اس وقت ٹکر لی جب وہ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ طاقتور تھی۔ آپ نے تمام تر خطرات کو بالائے طاق رکھ کر قادیان جانے کا اعلان کر دیا۔ قادیانیوں کا خیال تھا کہ حکومت برطانیہ ہماری مددگار اور حمایتی ہے لہٰذا مسلمان کسی صورت قادیان آنے کی ہمت نہ کریں گے۔ جب اُنہوں نے حضرت خطیب الاسلام کا قادیان آنے کا اعلان سنا تو پہلے انہیں یقین نہ آیا مگر جب بنفس نفیس قادیان پہنچے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ قادیانی اس بات سے نا آشنا تھے:

آئین جوان مرداں حق گوئی و بے باقی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

## قادیان میں خطیب الاسلام کی للکار:

قادیان میں مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ جو مسلمان یہاں آ کر جلسہ کرے گا اُس کی لاش ہیجائے گی۔ حضرت خطیب الاسلام نے فرمایا کہ جلسہ قادیان میں ہی ہوگا اور اگر میں شہید ہو گیا تو زہے قسمت...... حسین کا بیٹا ہوں..... ایک چھوٹی سی کربلا اور آباد کروں گا۔ چنانچہ آپ قادیان پہنچے اور ہزاروں لوگ آپ کا اعلان سن کر قادیان پہنچے آپ نے زبردست تقریر فرمائی اور مرزائیوں کو للکارا مگر کوئی مرزئی میدان میں نہ آیا۔

صاحبزادہ صاحب کردار اور گفتگو کے غازی تھے وہ جب تک احرار سے وآبستہ رہے برطانوی سامراج ان کے خلاف کئی بہانے تراشتا رہا مگر آپ کی قوت ایمانی اور بہادری نے دشمن کو ہر موڑ پر شکست دی ان کی منزل کے راستے میں دیگر مصائب کے علاوہ جیل خانہ بھی آیا لیکن قید و بند کی مشقتیں آپ کی منزل کو اوجھل نہ کر سکیں۔ بالآخر جماعت نے آپ کو عسکری ذمہ داریاں سونپ دیں جنھیں آپ نے خوب نبھایا۔

## تحریک مسجد شہید گنج:

انہی دنوں لاہور میں مسجد شہید گنج بخش کا واقعہ رونما ہوا جس نے مسلمانِ ہند میں غم وغصہ کی لہر دوڑا دی۔ اسی سلسہ میں ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ کو لاہور میں بادشاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ حضرت خطیب الاسلام کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ آپ نے تحریک مسجد شہید گنج بخش کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے اپنی خطابت کو ضرب ید اللہ کے بانکپن کا نمونہ ثابت کر دیا اور راجپال کے خلاف آپ کی پکار اور للکار نے مسلمانوں میں ایسا اعتماد اور اعتقاد پیدا کیا کہ غازی علم دین شہید نے راجپال کا خاتمہ کر کے ناموس رسالت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا حتیٰ کہ آپ کی ذات عاشقان رسول ﷺ کی نگاہوں کا مرکز اور اسلام کے جاہ وجلال کی علامت بن گئی۔ آپ نے شہید گنج تحریک، شدھی تحریک اور شاتم رسول راجپال کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

## پیرلاثانی کا فرمان:

بعض لوگوں نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ سے شکایت کی کہ صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کو مجلس احرار سے علیحدہ ہونے کا حکم فرمائیں۔حضرت پیر لاثانی نے ان سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

تمہیں کیا معلوم کہ فیض الحسن کون ہیں؟ وہ جہاں بھی رہے گا اپنی تہذیب اور ورثے کا وفادار ہے گا اس کے فطری جوہر میں اس کے آباؤ اجداد کے فیض وتربیت کا پورا اثر موجود ہے۔آپ نے فرمایا کہ:

**"بطخ بچے کو کوئی تیرنا نہیں سکھاتی ہے وہ فطری طور پر تیرنا سیکھ کر آتا ہے"**

حضرت پیرلاثانی نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ فیض الحسن سے مسلک اہل سنت کے بڑے بڑے کام لے گا اوران کے دم قدم سے اہل سنت کو بہت فائدے ہوں گے چنانچہ حضرت پیرلاثانی کا فرمان ہو بہو پورا ہوا۔

## خطیب الاسلام اور تحریک پاکستان:

حضرت خطیب الاسلام وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مجلس احرار میں رہ کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور قیام پاکستان کی پُر زور حمایت کی۔حضرت خطیب الاسلام چوہدری فضل الحق کے حامی گروپ میں شامل تھے۔اہل گوجرانوالہ گواہ ہیں کہ جب قائداعظم تحریک پاکستان کے سلسلے میں گوجرانوالہ پہنچے تو سب سے پہلے اور سب سے نمایاں طور پر ان کا استقبال کرنے والوں اور نظریہ پاکستان کی پُر جوش حمایت کرنے والوں میں حضرت خطیب الاسلام کا نام سرفہرست ہے۔آپ نے جہاں آزادی کی طلب دیکھی وہاں دست تعاون بڑھایا، کبھی تحریک احرار اور کبھی تحریک خلافت سے رابطہ بڑھایا۔

## قیام پاکستان:

پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت اور مسلمانِ ہند کی پُر جوش کوششوں سے وجود میں آگیا مگر مزائیت نے پہلے ہی دن پاکستان کو مسائل کی دلدل میں دھکیل دیا مسلمانوں کا سیدھا سادھا مطالبہ تھا کہ مسلم اکثریت کے اضلاع پاکستان کو ملنے چاہئے۔بدقسمتی سے قیام پاکستان کے وقت ایک ممتاز قادیانی وکیل سر ظفر اللہ خان مسلم لیگ پنجاب کا وکیل تھا اس نے ریڈکلف ایوارڈ میں ایک عجیب موقف اپنایا جس کی وجہ سے ہندوستان کو کشمیر تک پہنچنے کا راستہ مل گیا۔یوں دریائی پانی اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا۔

## خطیب الاسلام اور جہاد کشمیر:

برصغیر پاک وہند کی اہم ریاست جموں کشمیر تھی اس کی آبادی ۴۰ لاکھ تھی جس میں ۷۷ فیصد مسلمان تھے۔مگر حکمران ڈوگرہ ہندو تھا۔کشمیر سے نکلنے والے دریا جہلم، چناب اور سندھ موجودہ پاکستان کو سیراب کرتے تھے مگر لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور نہرو کے گٹھ جوڑ نے اسے بھارت میں شامل کرنے کی سازش کی اور ریڈ کلف ایوارڈ میں تبدیلی کروائی قادیانی وکیل ظفر اللہ خان نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ہندوؤں اور سکھوں کی تنظیموں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا اور ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لندن ٹائمز نے کشمیر کے علاقہ میں ۲ لاکھ ۳۷ ہزار مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کی خبر شائع کر دی۔سردار عبدالقیوم خان نے کشمیر میں اعلان جہاد کر دیا۔ان حالات میں حضرت خطیب الاسلام نے گوجرانوالہ میں جہاد کشمیر کے لئے انجمن مجاہدین کشمیر کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی اور پچیس ہزار مجاہدین کی بھرتی وٹرنیگ کا اہتمام کیا ان مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے آزادی کشمیر کے ہراول دستوں میں پیش پیش رہے۔مجاہدین کشمیر کے لئے عطیات، سامان خوردونوش اور اسلحے کے لئے فنڈز مہیا کرنے میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔

## حضرت خطیب الاسلام اور تحریک ختم نبوت:

۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں سرکاری پروٹوکول میں جہانگیر پارک کراچی میں احمدیوں کے جلسہ عام کے لئے کراچی میں پہنچا۔دوران خطاب اس نے یہ گستاخانہ الفاظ کہے:

**''اگر مرزا قادیانی کے وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اسلام بھی باقی مذاہب کی طرح ایک خشک درخت کی مانند رہ جاتا ہے''**

اس گستاخی نے ملک میں آگ لگا دی اور حضرت خطیب الاسلام میدان عمل میں یوں کُود ے کہ تحریک ختم نبوت کے ہیرو بن گئے۔آپ کی ولولہ انگیز خطابت سے قادیانیت کے سحر باطل کے تار پور بکھرنے لگے۔شہر شہر، قریہ قریہ جا کر قادیانیت کو للکارنے لگے۔آپ کی یہ للکار پاکستان میں یوں گونجی کہ اقتدار کے ایوان لرزنے لگے۔حکومت پاکستان نے ملک میں دفع ۱۴۴ نافذ کر دی مگر یہ پابندیاں بھی حضرتخطیب الاسلام کے جوش وولولہ کے آگے ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔آپ نے تمام ضابطے اور قانون کو نظر انداز کرتے ہوئے ۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء کو جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کی صدارت کی۔یہ جلسہ چونکہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے تحت منعقد ہوا اس لئے حضرت خطیب الاسلام کو گرفتار کر لیا گیا مگر ملک بھر میں پُر زور احتجاج کے باعث آپ کو جلد رہا کر دیا گیا۔

حکومتی سرپرستی میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ اور ظفر اللہ خاں کی سرگرمیوں نے تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنائی گئی جس کے صدر غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری مقرر ہوئے۔مجلس عمل آل پارٹیز کے ملیٹ فارم سے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ محاذ قائم کیا گیا۔اس تنظیم میں حضرت خطیب الاسلام کے علاوہ ملک کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور شعلہ نوا مقرر شامل تھے۔

## خطیب الاسلام کی گرفتاری اور مارشل لاء:

حضرت خطیب الاسلام ۲۶ فروری کو ایک دستے کی قیادت کرتے ہوئے کراچی پہنچے اور گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے علاوہ دفترِ ختم نبوت سے غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، علامہ سید عطا اللہ شاہ بخاری، مولانا لال حسین اختر، عبدالرحیم جوہر، ماسٹر تاج الدین انصاری وغیرہ پوری قیادت کو حکومت نے گرفتار کر لیا۔ ان گرفتاریوں سے پورے ملک میں برہمی، غم و غصہ اور لاقانونیت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ۲ مارچ کو تحریک ختم نبوت کو کچلنے کے لئے لاہور میں فوج کو طلب کر لیا گیا۔ ۵ مارچ کو مسلمانوں پر تشدد کی انتہا کر دی گئی۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء دوپہر دو بجے مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔

۱۴ فروری ۱۹۵۳ء انٹیلی جینس بیورہ گورنمنٹ آف پاکستان کراچی نے سی ڈی آئی پنجاب کو ایک مراسلے میں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ! اس صورت حال میں جو شخص سب سے پہلے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرے گا یقیناً وہ صاحبزادہ فیض الحسن ہوں گے اور ان کے ہمراہ ان کے تیس ہزار مرید بھی خود کو گرفتاری کے لئے پیش کریں گے۔ گرفتاری کے بعد آپ کو سکھر جیل منتقل کر دیا گیا اور اس گرفتاری میں مولانا ابوالحسنات، حضرت مولانا ابوالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر مکاتب علماء بھی شامل تھے۔ جیل میں آپ پر تشدد کی انتہا کر دی گئی آپ کو برف پر لٹایا گیا آپ نے یہ سب کچھ تقاضاتِ ایمان سمجھ کر قبول کر لیا اور راہ حق میں ہر افتاد کو سینے سے لگایا مگر اُف تک نہ کی۔ سکھر جیل میں آپ کے ایام اسیری ایک سال سے زائد عرصہ پر محیط ہیں۔

## جمعیت علماء پاکستان میں شمولیت:

حضرت خطیب الاسلام نے ۱۹۵۴ء میں مجلس احرار کو خیر آباد کہا اور جمعیت علماء پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی۔ حضرت خطیب الاسلام کی شاندار تنظیمی، دینی، تبلیغی اور روحانی خدمات کی وجہ سے آپ کو غازی کشمیر حضرت مولانا سید ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کے وصال کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی اجلاس میں صدر چُن لیا گیا یہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔

## صدارتی انتخاب اور ایوب خاں کی حمایت:

حضرت خطیب الاسلام نے اکابرین اہل سنت کی مشاورت سے دینی ضرورت کے تحت ایوب خاں کی حمایت کی تا کہ اس ملک کو آنے والے سیلاب اور بدمذہبی سے بچا لیا جائے۔ بعض کم فہموں نے اس حمایت کو سیاسی اور مفاداتی گٹھ جوڑ سمجھا۔ مگر صدر ایوب خاں کی حمایت محض سیاسی عمل نہ تھا بلکہ اہل سنت کی مذہبی ضرورت تھی اسی بنیاد پر ایوب خاں سے نفاذ نظام مصطفٰے کا وعدہ لیا تھا جو بعد میں پورا نہ کر سکا اور علماء اس کی حمایت سے دستبردار ہوتے گئے مگر حضرت خطیب الاسلام نے حقوق اہل سنت کے سلسلے میں چند اہم کارنامے ضرور انجام لئے تھے۔

☆.....سالانہ جشن میلاد اور سالانہ گیارھویں شریف کی تعطیلات منظور کروائیں اور ان کو سرکاری سرپرستی دلائی۔

☆.....ریڈیو پاکستان پر محفل میلاد کا آغاز کروایا۔

☆.....شاہی مسجد لاہور سے ایک بدمذہب خطیب (منکر قربانی) کو الگ کرایا اور علامہ قیوم الٰہی عرفانی کو خطیب مقرر فرمایا۔

☆.....جامع اسلامیہ بہاولپور یونیورسٹی میں اہل سنت کی نمائندگی کے لئے امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کو بطور شیخ الحدیث خدمات سپرد کیں۔

☆.....سیکولر ذہن رکھنے والے فضل الرحمٰن کو ڈائریکٹر مذہبی امور کے عہدے سے الگ کر دیا۔

☆.....فوج میں اہل سنت کے دینی مدارس کے علماء اور خطباء کی تعیناتی کے کام کا آغاز کیا گیا جو بعد میں قائد اہل سنت حضرت شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کے دور صدارت میں مکمل ہوا۔

## مشائخ کانفرس سے خطاب:

۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء صدر ضیاء الحق نے اسلام آباد میں ۵۰۰ سے زیادہ علماء ومشائخ کو مشائخ کانفرس کے نام سے مدعو کیا اور پاکستان میں نفاذ عمل کو تیز کرنے کے لئے تجاویز اور سفارشات طلب کیں۔اس اجلاس میں حضرت خطیب الاسلام کے فرمودات حرفِ آخر ثابت ہوئے۔

## ☆.....نعرہ حق:

حضرت خطیب الاسلام نے فرمایا صدر محترم! جب تک نبی کریم ﷺ کی غلامی، سرور کائنات ﷺ کے نظام کی نقابت اور علمبرداری آپ کرتے رہیں گے ہم آپ کے صرف ساتھی نہیں بلکہ خادم ہیں اور اگر خدانخواستہ یہ بات نہ ہوئی تو ہم کسی کے وفادار نہیں ہیں ۔ہم صرف زلف مصطفیٰ ﷺ کے وفادار ہیں۔

مصطفیٰ کی وفاداری کا انعام یہ بھی ہے کہ صرف ہماری ہی نہیں ان کی مدد بھی آپ کے ساتھ ہوگی۔اس کو سیاسی نگاہ سے نہ دیکھیں۔آپ نبی کریم ﷺ کا کام کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہوں گی۔آپ کے پاس بڑی قوت ہے آپ اکیلے نہیں ہیں.....نہ آپ افراد کو دیکھیں......بس یقین کو دیکھیں......قوموں میں مادی قوت بعد میں آتی ہے پہلے ان میں دلی قوت آتی ہے.....دماغی قوت آتی ہے...... باطنی قوت آتی ہے۔

صدر محترم! میں نے چڑیا کو دیکھا جب چیل نے اس کے بچوں تو بچے کی محبت نے چڑیا کو چیل پر غالب کر دیا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بلی نے چوزے پر حملہ کیا تو مرغی نے بلی پر حملہ کر دیا تو بچے کی محبت بھی ایک قوت ہے جس سے مرغی بلی سے لڑ جاتی ہے۔ مصطفیٰ کی محبت اور خدا کی محبت بھی قوت ہے......بے پناہ قوت ہے اور مجھے علم ہے وہ قوت آپ میں ہے......اگر نہ ہوتی تو ہم نہ آتے.....ہم بڑے نقاد لوگ ہیں.....ہم نے بڑی گہری نظر سے آپ کو پرکھا ہے........تاہم ہماری جو تنقید ہوگی وہ سیاسی نہیں ہوگی.......وہ تنقید تعمیری ہوگی.....محبت والی ہوگی.......برادرانہ ہوگی.......ملک کے لئے ہوگی.....اسلام کے لئے ہوگی.....آپ کی قوت کے لئے ہوگی.....اس لئے آپ کی قوت ہماری قوت ہے.....ہم آپ کی قوت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

## اسلام کا تصور قومیت:

صدرِ محترم! میں ایک چھوٹی سی غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ توحید اسلام میں ہے لیکن توحید ہی اسلام نہیں ہے۔ اخلاق بھی ایمان ہے لیکن اخلاق ہی ایمان نہیں ہے۔ کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کو ایک کہتے ہیں لیکن کافر ہیں، کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو کبھی شراب نہیں پیتے، کبھی زنا نہیں کرتے لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ کافر ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کو تو مانتے ہیں.....اخلاقیات کو بھی مانتے ہیں.....لیکن مصطفیٰ کو نہیں مانتے تو یہی وہ نقطہ ہے جسے قائداعظم نے پیش کیا (تصور قومیت اسلام).....جب یہ فتنہ اٹھا اکبر کے زمانے میں تو ایک وقت کا قلندر اٹھا....بخت کا قلندر اٹھا......

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا قومیں نسب سے نہیں بنتیں.......قومیں وطن سے نہیں بنتیں......قومیں تو تصور نبوت سے بنتی ہیں......یہ وہ آواز تھی جس نے اکبری ایوان کو پاش پاش کر دیا۔

## اساتذہ کا احترام:

اب رہا اساتذہ کا احترام تو صدر گرامی مجھے اب تک یاد ہے جن اساتذہ سے میں پڑھتا رہا ہوں ان کا کردار میرے شعور میں اب تک موجود ہے۔ تعلیم میں صرف کتاب ہی کام نہیں کرتی بلکہ استاد کی سیرت بڑا کام کرتی ہے۔ اسی لئے اساتذہ کے انتخاب میں سیرت، کردار اور اسلام سے ان کے شغف کو تقرار اور ترقی کو زینہ قرار دیا جاتا ہے اور سکولوں و کالجوں میں باجماعت نماز کا اہتمام کیا جائے۔

## مزدور کا مسئلہ:

ایک اور مسئلہ مزدور اور کسان کا ہے جسے اسلام دشمن اور وطن دشمن لوگ ایکسپلائٹ کرتے ہیں میری درخواست یہ ہے کہ اسلام نے مزدور کو جو تحفظ دیا ہے، جو مرتبہ دیا ہے وہ کسی مذہب میں نہیں۔ میرے کملی والے آقا نے مٹی کی ٹوکری اٹھائی ہے، صدیق اکبر نے کدال لے کر مٹی کھودی ہے، فاروق اعظم نے اپنے آپ کو قوم کا خادم ثابت کیا، عثمان غنی نے دیوار کو لیپا ہے۔ آج کوئی امیر کار میں بیٹھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں چرچل کا ساتھی ہوں، کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں امریکہ کے پریزیڈنٹ کا ساتھی ہوں......لیکن ہمارا مزدور مٹی کی ٹوکری اٹھا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا ساتھی ہوں.....کسان اور زمیندار کا مسئلہ بھی طے کیا جائے کیونکہ اسلام میں کوئی طبقاتی تقسیم نہیں ہے۔

## مفت انصاف کی فراہمی:

دو امر خاص طور پر توجہ کے متقاضی ہیں اور انہی پر نفاذ اسلام کی گاڑی تیز رفتار سے منزل کی طرف بڑھ سکتی ہے۔

پہلا امر یہ کہ:

۱۔ معاشرتی جرائم یعنی سوشل کرائمز کا فوری قلع قمع کیا جائے۔

۲۔ عدالتوں میں انصاف فوری اور مفت فراہم کیا جائے۔

## اسلامی طرز انتخاب:

آخر میں ایک فیصلہ کُن اصلاح کی نشاندہی بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ہمارے ملک میں مغربی طرز انتخاب کی بجائے اسلامی طرز انتخاب رائج ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موجودہ طریقہ انتخاب مغربی جمہوریت کا خبیثہ ہے اور انتہائی غلط اور سرمایہ دار طبقہ کا کھیل ہے۔ جس میں ضمیر خریدے جاتے ہیں، آرا فروخت ہوتی ہیں، غریبوں کا استحصال ہوتا ہے۔ اس طریقہ انتخاب میں اچھے اور برے، شریف اور رذیل، عالم اور جاہل، دانشور اور بے دانش میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔

ضرورت صرف ایک شعبے کی اصلاح نہیں ہے بلکہ پورے معاشرے کو یکساں بدل دینے کی ہے، معمولی اور جزوی اصلاحات قابل قدر تو ہیں کافی نہیں، کنوئیں سے پانی تو نکالا جا رہا ہے مگر کتا ابھی اندر ہے۔

ہم بدلنا چاہتے ہیں نظام میخانہ تمام<br>
آپ نے بدلہ ہے صرف میخانہ کا نام

## شدید علالت اور غیر معمولی صبر وتحمل:

آپ کی تمام تر زندگی شدید مصروفیت کے عالم میں گزری خود فرمایا کرتے کہ میں نے تہتر برس میں اتنا کام کیا ہے جو تقریباً اڑھائی سو سال میں بھی نہ ہوسکتا۔تحریک آزادی وطن کے دوران مصروفیت کا یہ عالم تھا کہ مہینوں بعد گھر آنا نصیب ہوتا۔

ایک جگہ رہتے نہیں عاشق اسلام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

قیام پاکستان کے بعد آپ کی سیاسی ، مذہبی اور روحانی مصروفیات میں اور بھی اضافہ ہو گیا،شدید محنت زبردستی جسم سے اپنا اخراج وصول کرلیا کرتی ہے۔۱۹۶۸ء میں آپ کو عارضہ قلب ہوا تو معالجین نے آپ کو مکمل آرام اور مصروفیت میں کمی کرنے کی ہدایت کی مگر عوام کے اثرار کے پیش نظر اور قائدانہ ذمہ داریوں کے احساس سے آپ معالجین کے مشورے پر پورا عمل نہ کر سکے۔وطن عزیز کے تمام شہروں اور قصباتمیں آپ کے خطابات اور مذہبی تقریر یکا سلسلہ جاری رہا،تبلیغ اسلام اور خدمت دین کا لا فانی جذبہ انہیں قریہ قریہ لئے پھرا۔زندگی کے آخری دور میں فرمایا کرتے تھے:

**''میں نے پچاس برس تک خدااور رسول کا پیغام سنایا۔برصغیر کا شاید ہی کوئی ایسا قابل ذکر شہر یا قصبہ ہو جہاں قرآنی احکام کی بجا آوری کے لئے میری آواز نہ گونجی ہو۔یہ پچاس برس میرے عشق رسول کا افتخار بھی ہیں اور میرا توشہ آخرت بھی''**

وفات سے چند ماہ بیشتر آپ کو دل کے مقام پر شدید تکلیف کا احساس ہوا تو میو ہسپتال لاہور کے شعبہ امراض قلب میں داخل ہو گئے ۔ڈاکٹروں نے تشخیص کیا کہ آپ کا دل شدید متاثر ہو چکا ہے اور دل کو خون پہنچانے والی چار نالیوں میں سے تین نالیاں سکڑ چکی ہیں۔دل کے آپریشن کی ضرورت تھی مگر چونکہ آپ کی صحت کمزور ہو چکی تھی اس لئے آپریشن ملتوی کر دیا گیا۔آہستہ آہستہ طبیعت سنبھل گئی تو گھر تشریف لے آئے اور ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق علاج جاری رکھا۔آپ کی علالت کی خبر پھیلی تو سارا ملک آپ کی صحت یابی کے لئے دعا گو ہو گیا۔کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف کا احساس ہوا تو ملٹری کمبائنڈ ہسپتال راولپنڈی تشریف لے گئے ۔ڈاکٹروں نے انکشاف کیا کہ دل کو خون پہنچانے والی تمام نالیان چونکہ سکڑ چکی ہیں اس لئے بائپاس سرجری کی ضرورت ہے لیکن آپ اس قدر کمزور تھے کہ ڈاکٹر سرجری پر آمادہ نہ ہوئے اور مکمل آرام کا مشورہ دیا۔قدرے صحت سنبھلی تو آپ ہسپتال سے واپس گھر تشریف لے آئے اور خواجہ محمد رکن الدین کے دربار عالیہ (متصل کلاں،قبرستان ) میں پھر سے بیٹھنے لگے جہاں روزانہ سینکڑوں مریض جسمانی اور روحانی علاج کے لئے آپ کے پاس عرصہ دراز سے حاضری دے رہے تھے۔

## آخری ایام:

آپ کے آخری ایام میں حضرت علامہ محمود احمد رضوی چند علماء سمیت عیادت کو پہنچے تو باتوں باتوں میں حضرت خطیب الاسلام نے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

**''ساری زندگی اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے فروغ میں گزر گئی ہے اب دل کی آخری حسرت یہی ہے کہ اپنی زندگی میں آنکھوں سے ملک عزیز میں نظام مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں دیکھ لوں''** .....

ابوالبیان علامہ سعید احمد مجددی رحمتہ اللہ علیہ عیادت کے لئے میو ہسپتال پہنچے۔ اس دن قدرے آفاقہ تھا فرمانے لگے: دو یادیں ہیں مجھے ان پر قدرے فخر ہے ایک تو یہ کہ جوانی کے عالم میں جب علی پور سیداں حاضر ہوا کہ تو قطب الاقطاب حضرت پیر لاثانی رحمتہ اللہ نے مجھے اپنی گود میں بٹھا کر بچوں کی طرح پیار کیا اور جب حضرت محدث دہلوی علی رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے بے حد مشفقتوں سے نوازا اور ایک اچکن والا کرتہ، ایک گرم کوٹ اور غالباً ایک چادر نوازی اور میرے لئے بہت دعائیں فرمائیں۔

علامہ محمد سعید احمد مجددی رحمتہ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے دورانِ گفتگو علالت میں فرمایا کہ اگر میں صحت یاب ہوا تو گوجرانوالہ آکر دو تقریریں کروں گا کہ ایک موضوع ہوگا ...''موجودہ تہذیب ہلاکت پذیر ہے''...... دوسری تقریر کا موضوع ہوگا .. ....''اسلامی نظام معشیت ہی معاشرے کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے''

## وصال پُر ملال:

۲۰ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۸۴ء بروز جمعرات ساڑھے گیارہ بجے آپ کو قدرے گھبراہٹ کا احساس ہوا اہل خاندان پاس تھے آپ کے واصل باللہ کی ساعتیں قریب آرہی تھیں۔ آپ کے چہرے کی دلکشی و آویزی میں اضافہ ہونے لگا آپ کے صاحبزادے حضرت سید خالد حسن شاہ فرماتے ہیں کہ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

**''روشنی آرہی ہے پردے ہٹاؤ''**

یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا.....اس جملے کی لطافت سے کوئی اہل دل ہی آشنا ہوسکتا تھا۔ دنیائے اسلام کے خطیب کا یہ آخری جملہ تھا جو آپ کے اہل خاندان کو سنائی دیا اور اس کے بعد آپ کی آواز مدہم پڑ گئی......لب ہلتے رہے......زیر لب کلمہ طیبہ، ذکر نفی اثبات، پاس انفاس اور پھر خواب غفلت میں مدہوش انسان کو جگانے والی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی.......

## باقیات صالحات:

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کی اولاد امجاد میں پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

۱۔صاحبزادہ سید خالدالحسن شاہ قدس سرہ

۲۔صاحبزادہ سید زاہدالحسن شاہ قدس سرہ

۳۔صاحبزادہ سید افتخارالحسن شاہ المعروف ظاہرے شاہ

۴۔صاحبزادہ سید سجادالحسن شاہ

۵۔صاحبزادہ سید برکات الحسن شاہ

## خلفاءعظام:

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے چند خلفاءعظام کے نام درج ذیل ہیں:

☆.....صاحبزادہ محمد فیض علی فیضی

☆....ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی

☆....مولانا حافظ فیض رسول نقشبندی چشتی

☆....صاحبزادہ سید نذیر احمد شاہ مجددی

☆....صوفی محمد یونس نقشبندی

☆....صوفی غلام حسین مجددی

☆...صوفی نعمت علی مجددی

☆....صوفی عبدالرحمٰن مجددی

☆...صوفی شیخ منیر احمد نقشبندی قادری

☆....میاں محمد یونس نقشبندی

☆....مولوی محمد یعقوب قریشی

☆...صوفی اللہ بخش مجددی